بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قربانی کے اہم مسائل

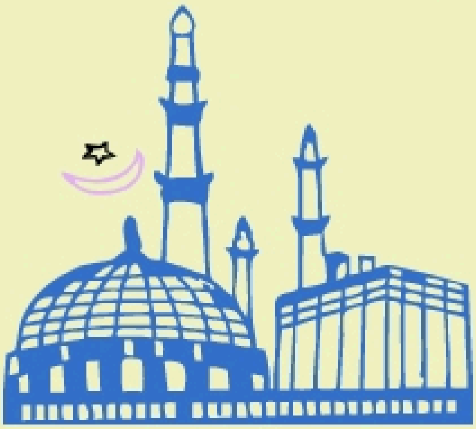

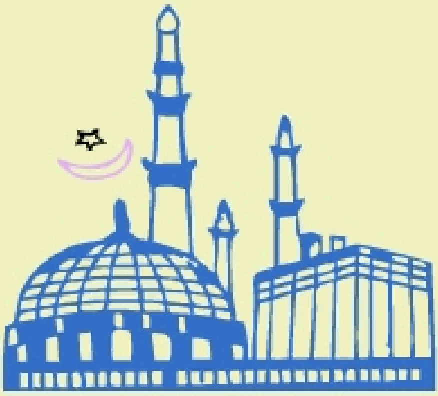

مرتب :

مولانا محمد عظیم اللہ صاحب قاسمی

استاذ جامعہ اسماعیلیہ دیوبند

پسند فرمودہ :

مفتی محمد اسجد صاحب قاسمی

مہتمم جامعہ کاشف العلوم احمد آباد گجرات

و مفتی محمد سلمان صاحب پالنپوری

استاذ جامعہ خلیلیہ ماہی شمالی گجرات

مسئلہ 1

ایسا آزاد مقیم بالغ مرد و عورت جو ایام قربانی میں بقدر نصاب مال، ۶۱۲ گرام (۳۶۰ ملی گرام، چاندی اور ۸۷ گرام ۴۸۰ ملی گرام سونا) یا چاندی کے نصاب کے بقدر روپیہ پیسہ، مال تجارت، یا ضرورت سے زائد سازو سامان کا مالک ہو، ایسے شخص پر قربانی واجب ہے۔

(شامی، کتاب الاضحیہ ۹/ج : ۴۵۳ مستفاد : فتاوی قاسمیہ ۲۲/۲۵۷)

مسئلہ 2

اگر کسی غریب آدمی نے پالتو جانور میں قربانی کی نیت کرلی تو ایام قربانی میں اس پر قربانی واجب نہیں۔ اور ایام نحر گزر جانے کے بعد اس پر صدقہ بھی واجب نہیں۔ کیونکہ وہ جانور قربانی کے لئے متعین نہیں ہوا۔ (شامی دار الکتاب دیوبند ج ۹/ ص : ۳۸۹) (فتاوی محمودیہ زکریا ج /۱۶ ص : ۳۴)

مسئلہ 3

غریب شخص قربانی کی نیت سے قربانی کا جانور ایام اضحیہ سے پہلے خریدے یا ایام اضحیہ میں خریدے بہر صورت وہ جانور قربانی کے لئے متعین ہو جاتا ہے اسی جانور کی قربانی ضروری ہے۔

اور مالدار شخص کے قربانی کی نیت سے جانور خریدنے سے وہ جانور قربانی کے لئے متعین نہیں ہوتا اس جانور کی جگہ دوسرے جانور کی بھی قربانی کرسکتا ہے۔ (احسن الفتاوی 7/ ،9 فتاوی 2 قاسمیہ /38022)_

اس مسئلہ میں دوسرے بعض علماء کا اختلاف ہے آسانی کے لئے اسے بھی نقل کیا جاتا ہے۔

اگر فقیر نے ایام اضحیہ کے اندر قربانی کا جانور خریدا تو وہ جانور قربانی کے لیے متعین ہو جاتا ہے لہذا اب اسے بدلنا یا بیچنا درست نہیں ہوگا۔

ہاں اگر فقیر نے ایام اضحیہ سے قبل جانور خریدا تو وہ متعین نہیں ہوتا لہذا اسے بدلنا اور بیچنا جائز ہوگا

(المستفاد فتاوی رحیمیہ ۱۰/۲۸ مع الشامی، فتاوی محمودیہ ج ۱۷/۳۱۵)

مسئلہ 4

فقیر نے جو جانور قربانی کے دنوں میں یا اس سے قبل قربانی کی نیت سے خریدا ہے، اس کے لیے اس جانور کی قربانی واجب ہو گئی ہے اس جانور کا بدلنا جائز نہیں ہے، اگر اس کا ارادہ بدل جائے کہ اب اس جانور کی قربانی نہیں کرنی ہے بلکہ جانور کو بیچ کر پیسہ اپنی ضرورت میں استعمال کریں گے تو ایسا کرنا بھی اس کے لیے جائز نہیں ہے، اس لیے کہ فقیر کا قربانی کی نیت سے جانور خریدنا نذر کے درجے میں ہوگیا،

لہذا اس پر اسی جانور کی قربانی لازم ہے، اسکو بیچ کر اسکا پیسہ اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں۔

اگر فقیر کا جانور گم ہو جائے یا مر جائے تو اس پر دوسرے جانور کی قربانی لازم نہیں ہے۔ (بدائع الصنائع ٤/٢٠٠-١٩٩ کتاب المسائل ٢/ ٣٠٦)٣٠٥-٣٠٤-

مسئلہ 5

مالدار آدمی نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا پھر وہ جانور گم ہوگیا یا مر گیا تو اس پر اس کے بدلے دوسرے جانور کی قربانی لازم ہے (فتاوی قاسمیہ ٢٢/٢٤٩، بدائع الصنائع زکریا ٤/١٩٩)

مسئلہ 6

مالدار کا گم شدہ جانور ایام نحر میں ہی مل جائے حالانکہ اس نے دوسرے جانور کی قربانی نہیں کی ہے تو اسے اختیار ہے چاہے تو پہلے جانور کی قربانی کرے اور چاہے تو دوسرے کی۔

اور اگر قربانی کا جانور گم ہونے کے بعد دوسرا جانور خرید کر قربانی کر دیا پھر گم شدہ جانور ملا ہے تو اب اس پر اس جانور کی قربانی لازم نہیں ہے اسے اپنے استعمال میں لانا، فروخت کرنا جائز ہے۔ (خانیہ جدید زکریا ٣/٢٤٥، فتاوی قاسمیہ ٢٢/٢٥٣)

مسئلہ 7

اگر مالدار کا گم شدہ جانور ایام قربانی گزرنے کے بعد ملا ہے تو اب اس کی دو صورتیں ہیں: ۱ یا تو دوسرا جانور خرید کر اس کی قربانی کر چکا ہوگا ۲ یا نہیں کیا ہوگا۔

اگر دوسرے جانور کی قربانی کر چکا ہے تو اب اِس جانور کا تصدق لازم نہیں کیونکہ اس کا وجوب ذمہ سے ساقط ہو چکا۔ (بدائع الصنائع زکریا ۱۹۹/٤)

اور اگر ایام نحر میں دوسرا جانور خرید کر ذبح نہیں کیا پھر ایام نحر کے بعد گم شدہ جانور مل گیا تو اب بعینہ اس جانور کو صدقہ کرنا لازم ہوگا، اگر ذبح کر دیا تو گوشت صدقہ کرنا ضروری ہوگا۔ (فتاوی دارالعلوم ۱۵/۵۱۵، فتاوی قاسمیہ ۲۲/ ۲٤۹، خلاصۃ الفتاوی ۳۱۲/٤)

مسئلہ 8

کسی غریب شخص نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا، اور وہ قربانی سے پہلے مر گیا یا گم ہوگیا تو اس پر دوسرا جانور خرید کر قربانی کرنا واجب نہیں ہے، لیکن مسئلہ یہ کہ اگر وہ پہلا جانور گم ہونے کے بعد نیا جانور خرید لے تو نئے جانور کی قربانی بھی اس پر واجب ہو جائے گی، اب اتفاق سے پہلا جانور بھی مل گیا تو چونکہ وجوب اس جانور کے ساتھ متصل ہو گیا تھا، اس لئے اس غریب شخص پر دونوں جانوروں کی قربانی ضروری ہے۔

ہاں اگر اس نے دوسرا جانور خریدتے وقت یہ نیت کی ہے کہ پہلا جانور جو گم ہوگیا ہے اس کی جگہ پر خریدتا ہوں تو اس پر ایک ہی جانور کی قربانی واجب ہوگی۔ (فتاوی محمودیہ زکریا ج ۲٦ ص ۲۳۲، بحوالہ سکب الانھر ج ٤ ص ۱۷۲ مکتبہ بیروت، کتاب النوازل ج ۱٤ ص ۵۰۰-۵۰٦ بحوالہ الفتاوی التاتارخانیہ زکریا ۱۷/ ٤۱۳)

مسئلہ 9

اگر کوئی شخص (غریب ہو یا امیر) قربانی کا جانور خرید کر کسی وجہ سے ۱۲ ذی الحجہ کے غروب تک قربانی نہیں کر سکا تو اس پر اس جانور کا صدقہ کرنا ضروری ہے، اور ذبح کر دیا تو جانور کا گوشت غرباء پر صدقہ کرنا ضروری ہوگا۔ اور ذبح کرنے کی وجہ سے اس کی قیمت میں جو کمی آئی ہے اسے بھی صدقہ کرنا واجب ہوگا۔

اور اگر جانور نہیں خریدا تھا کہ ایام نحر گزر گئے تو امیر پر مکمل ایک بکری کی قیمت صدقہ کرنا ضروری ہوگا، بڑے جانور کا ایک حصہ صدقہ کرنا کافی نہیں ہوگا۔ اور غریب پر کچھ واجب نہیں۔

مسئلہ 10

اسی طرح اگر سات افراد نے ملکر ایک بڑا جانور قربانی کے لئے خریدا اور ۱۲ ذی الحجہ کے غروب تک اس کی قربانی نہیں کر سکا تو ہر شریک پر لازم ہے کہ متوسط درجہ کا بکرا یا اس کی قیمت صدقہ کرے اگر ساتوں افراد نے زندہ بڑے جانور کا صدقہ کیا یا ہر ایک نے ساتویں حصہ کی قیمت کا صدقہ کیا تو گویا کسی نے مکمل اضحیہ یا اس کی قیمت کا صدقہ نہیں کیا بلکہ اس کے ایک حصہ یا ایک حصہ کی قیمت کا صدقہ کیا جس سے کسی کا ذمہ فارغ نہیں ہوگا۔ (امداد الاحکام ج ٤/ص ۲۱٤، رسالہ ، قربانی کے چند اہم اختلافی مسائل ،، صفحہ ۳۵، از مفتی سلمان صاحب پالنپوری دامت برکاتہم العالیہ)

مسئلہ 11

میت کی طرف سے قربانی کی صورت میں گوشت کا مصرف

میت کی طرف سے قربانی کرنے کی دو ② صورتیں ہیں :

❶ اگر مرنے والے نے قربانی کرنے کی وصیت کی تھی تو اس گوشت کو صدقہ کردینا ضروری ہے مالداروں کے لئے اس گوشت کو کھانا جائز نہیں، اور خود بھی نہ کھائے،

❷ اگر مرنے والے نے قربانی کی وصیت نہیں کی تھی ورثاء اپنے طور پر میت کی طرف سے قربانی کررہے ہیں تو اپنی قربانی کے گوشت کی طرح اس کا گوشت بھی استعمال کرنا خود کھانا بلاتردد جائز ہے۔ (قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا : ۱٦٦)

(فتاوی رحیمیہ دارالاشاعت کراچی : ۱۰/۲۹-۴۰ فتاوی قاسمیہ : ۲۲/۴۹۷)

(شامی، کتاب الأضحیۃ : ۹/۴۷۲، کراچی : ٦/۳۲٦)

مسئلہ 12

اگر کسی شخص پر قربانی واجب ہے اور وہ شخص قربانی اپنی طرف سے کررہا ہے اور میت کو محض ثواب پہنچانا مقصود ہے تو اس سے فریضہ ساقط ہوجائے گا دوسری قربانی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (مستفاد : فتاوی محمودیہ قدیم ۲۱۸۸، / جدید ڈابھیل ۱۷ ۳۳۰، / فتاوی قاسمیہ ۲۲/ ۲۷۲)

(شامی، کتاب الاضحیہ، زکریا ۹ ۴۸۴، / کراچی ٦ ۳۳۵)/

مسئلہ 13

اوراگرقربانی اپنی جانب سے نہیں کررہاہے بلکہ میت ہی کی طرف سے کررہا ہے تواس سے وجوب ساقط نہ ہوگادوسری قربانی کرنی ہوگی کیونکہ اس صورت میں ایک قربانی دوکی طرف سے کافی نہیں ہوسکتی۔(مستفاد : فتاوی محمودیہ جدیدڈابھیل ۱۷ ۳۳۰،/فتاوی قاسمیہ ۲۲ ۲۷۳)/

تاہم بعض فقہاء نے فرمایاکی میت کی طرف سے نفلی قربانی کرنے پر اپنی طرف سے بھی قربانی کافریضہ ساقط ہوجاتا ہے
جس شخص پراپنی قربانی واجب ہووہ اگرمیت کی طرف سے نفلی قربانی کرے، تواُس سے بھی اُس کی ذاتی قربانی ذمہ سے ساقط ہوجائے گی، فقہ کی جزئیات سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ (کفایت المفتی زکریا۸/ ۲۰۵ ، کتاب النوازل ۵۱٤،، فتاوی ۱٤/قاسمیہ ۲۷۳)*۲۲/

قربانی کے جانوروں میں شرکت کا طریقہ

مسئلہ 14

بڑے جانورمیں شریک ہونے والے جانورخریدنے سے پہلے شریک ہو جائیں اورپھر جانورخریدیں یہ سب سے زیادہ افضل اوربہتر طریقہ ہے۔
جانورخریدنے والااس نیت سے جانورخریدے کہ ایک حصہ یادوحصے، میں اپنی قربانی کے لئے رکھ لونگااورباقی حصوں میں دوسروں کوشریک کرلونگا یہ بھی جائزاوردرست ہے۔(قربانی کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا ۹۲)ص۹۱-

مسئلہ 15

کسی جانور میں خریداری کے وقت کسی کو شریک کرنے کی نیت کی ہے یا نہیں کی، دونوں صورتوں میں اگر خریدار مالدار ہے تو دوسرے لوگوں کو شریک کرسکتا ہے۔ اور اگر خریدار فقیر ہے اور جانور خریدتے وقت کسی اور آدمی کو شریک کرنے کی نیت تھی تو دوسرے آدمی کو شریک کرسکتا ہے، اور اگر جانور خریدتے وقت دوسرے آدمی کو شریک کرنے کی نیت نہیں تھی تو بعد میں دوسرے آدمی کو شریک نہیں کرسکتا ہے۔ (ہندیہ ٥/ ٣٠٤، قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ص ٩٣)

مسئلہ 16

ایک ساتھ سات افراد مل کر قربانی کر رہے ہوں تو ہر شریک کو دیکھ لینا چاہیے کہ کسی کا پیسہ حرام تو نہیں ہے کیونکہ اگر سات آدمیوں نے قربانی کے لئے جو بڑا جانور خریدا ہے اس میں سود اور سٹے کا پیسہ شامل ہے تو ایسی صورت میں اولاً جس کا پیسہ سود اور سٹے کا ہے ان کی قربانی درست نہ ہوگی، نیز ان کی حرمت کی خباثت کی وجہ سے سارے شرکاء کی قربانی صحیح نہ ہوگی۔ (مستفاد: جامع الفتاویٰ ٣٧٧، فتاوی/ قاسمیہ ٢٢/ ٣٣٣)

مسئلہ 17

اسی طرح قربانی کے جانور میں شریک افراد میں سے اگر کوئی غریب شخص علاحدہ ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے دوسرے شرکاء کی قربانی بھی درست نہ ہوگی، لہٰذا اسی کو شریک کرنا ضروری ہے، اس کی جگہ کسی دوسرے امیر یا غریب کو شریک کرنا کافی نہیں، نیز اگر اس کی جگہ کسی کو شامل کیے بغیر بقیہ چھ شرکاء اس جانور کی قربانی کرلیں تو بھی کسی کی قربانی درست نہ ہوگی۔

(فتاوی قاسمیہ ٢٢/ ٣٥٧)

مضحی کے لئے بال ناخن کاٹنے کا حکم

مسئلہ 18

جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اس کے لیے مستحب ہے کہ عشرۂ اولیٰ ذی الحجہ میں قربانی سے پہلے سر کے بال، زیرِ ناف بال، بغل کے بال، اور ناخن وغیرہ نہ کٹوائے، اور جو شخص غریب وفقیر ہے اور قربانی کا ارادہ نہیں رکھتا ہے تو اس کے لیے یہ مستحب نہیں ہے بلکہ اس کے لیے بال وغیرہ کٹوانا درست ہے۔

ہاں اگر وہ بھی بال ناخن کاٹنے سے پرہیز کریں اور قربانی کرنے والوں کی مشابہت اختیار کریں تو مشابہت کی وجہ سے ممکن ہے انہیں کچھ ثواب مل جائے

تاہم اصلاان کے لئے کوئی استحبابی فضیلت ثابت نہیں۔

(احسن الفتاوی : 7/497

مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ زکریا ۳۱/۱۰ فتاویٰ دارالعلوم ۵۲۰/۵ کتاب الفتاویٰ ۱۶۶/۱۴ احسن الفتاویٰ ۴۹۷/۷)

مسئلہ 19

یہ استحباب صرف قربانی کرنے والوں کے ساتھ خاص ہے، وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ زیر ناف اور بغلوں کی صفائی اور ناخن کاٹے ہوئے چالیس روز نہ گزرے ہوں، اگر چالیس روز گزر گئے ہیں تو امور مذکورہ کی صفائی واجب ہے۔ (احسن الفتاوی ۴۹۷/۷)

مسئلہ 20

قربانی کرنے والوں کے لئے بال وناخن وغیرہ کٹوانے سے اجتناب کا حکم تشبہ بالحجاج کی وجہ سے ہے، کیونکہ حجاج بھی بحالتِ احرام یہ کام نہیں کرتے۔ اسی لئے گھر بیٹھے قربانی کرنے والے حضرات کے لئے بھی یہ استحبابی حکم دیا گیا کہ وہ بھی حجاج کی مشابہت میں بال وناخن وغیرہ نہ کاٹیں۔ کیونکہ قربانی کرنا اصل میں قربانی کرنے والے کی جان کا فدیہ ہوتا ہے، پس ناخن وغیرہ کاٹنے سے روکا گیا تاکہ تمام اجزاء کے ساتھ فدیہ ہو۔ اور قربانی کر لینے کے بعد (چاہے پہلے دن کریں یا دوسرے یا تیسرے دن) بال وناخن وغیرہ کٹوائیں۔ (مرقاۃ المفاتیح : /)(تکملہ 1081 فتح الملہم : 3/586)

قربانی کے جانور کا بیمار ہو جانا

مسئلہ 21

اگر قربانی کے جانور میں ایام نحر سے پہلے کوئی ایسا عیب پیدا ہو جائے جو مانع قربانی ہو یا ایسی بیماری لگ گئی کہ معیوب ہو کر قابلِ قربانی نہیں رہا تو مالک اگر غنی ہے تو اس کو ذبح کر لے اور اس کا گوشت خود کھائے یا بیچ دے جائز ہے، کیونکہ یہ جانور قابلِ قربانی نہیں رہا، اور اس پر اس کے قائم مقام دوسرا جانور واجب ہوگا۔

اور اگر مالک فقیر ہے تو اس کے لئے گوشت کھانا جائز نہیں بلکہ سارا گوشت صدقہ کر دے، اور دوسرا اس پر واجب نہیں، کیونکہ مسکین پر بعینہ وہی متعین ہے،

مسئلہ 22

اور اگر بیماری ایسی ہے کہ وہ قربانی کو مانع نہیں اور مالک نے ایامِ نحر سے پہلے اس کو ذبح کر لیا تو مالک فقیر ہو تو اس کے لئے گوشت کھانا جائز نہیں، اور اگر مالک غنی ہو تو وہ اس کی ملک ہے جو چاہے کرے، خود کھائے یا فروخت کرے۔

(کفایت المفتی ۱۹۸ج۸/ص۱۹۷، فتاوی محمودیہ زکریا ۲۹۵/۲۶)۲۹۳۔

اُضحیۂ منذورہ کا گوشت کھانا

مسئلہ 23

اگر کسی نے قربانی کی نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو میں قربانی کرونگا، یا میرا یہ بکرا صحت مند ہوگیا تو میں اس بکرے کی قربانی کرونگا تو اس اضحیۂ منذورہ کا گوشت واجب التصدق نہیں ہے اس کا حکم عام قربانی کی طرح ہے خود کھانا مالداروں کو کھلانا غرباء اور مساکین کو دینا سب جائز ہے، مزید تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

سب سے پہلے یہ سمجھیں کہ نذر کی دو قسمیں ہیں : ۱)(نذر ذبح : جس میں اصل مقصد ذبح ہی ہوتا ہے اور گوشت کا تصدق بھی مقصد ہوتا ہے اور اس ذبح کے لیے ایام اور وقت کی تعیین نہیں ہوتی۔

۲)(نذر اضحیہ یہ دو شرطوں کے ساتھ مشروط ہوتا ہے ۱)(اس نذر میں تقرب الی اللہ ہی اصل مقصد ہوتا ہے ۲)(اس نذر کی ادائیگی ایام اضحیہ کے ساتھ مشروط ہوتی ہے اور ضمناً گوشت کھانا بھی مقصد ہوتا ہے اور اس نذر میں تصدق مقصد نہیں ہوتا اور جو جانور تقرب الی اللہ کی غرض سے ذبح کیا جاتا ہے اس کا گوشت کھانا خود ذابح اور غنی دونوں کے لیے جائز ہوتا ہے، لہٰذا نذر ذبح کا گوشت کھانا ناذر (منت ماننے والے) اور غنی دونوں کے لیے جائز نہیں اور نذر اضحیہ (قربانی کی نذر) کا گوشت کھانا ناذر اور غنی کے لیے جائز ہے، اور اسی کو صاحب بدائع نے وضاحت کے ساتھ تحریر فرمایا ہے، (بدائع الصنائع زکریا٤/٢٢٤)٢٢٣-اور فقیہ العصر حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے بھی بذل المجہود میں اسی کو واضح فرمایا ہے، اس سے ان کا رجحان بھی یہی ثابت ہوا کہ نذر اضحیہ کا گوشت کھانا ناذر اور غنی دونوں کے لیے جائز ہے، چاہے ناذر فقیر ہو یا غنی، ہر ایک کا حکم یکساں ہے، ماخوذ از فتاوی قاسمیہ ج۱۷/ ص۷۹ تا۸۳ واحسن الفتاوی ج۷/ ص۵۲۵ تا۵۲۸)

ادھیا/بٹائی پر دیئے ہوئے بکری کے بچہ کی قربانی

مسئلہ 24

عام طور پر بکری کو بٹائی پر/ادھیا پر دینے کا رواج ہے. جس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ بکری کا مالک کسی کو بکری بٹائی پر دیتا ہے پرورش کرنے والا اس کو چراتا ہے جب بکری بچہ دیتی ہے تو ایک بچہ پرورش کرنے والا رکھ لیتا ہے اور دوسرا بچہ مالک کو دے دیتا ہے، خوب سمجھ لیں اس طرح معاملہ کرنا اجارۂ فاسدہ ہونے کی بنیاد پر درست نہیں ہے ادھیا پر دیئے ہوئے جانور مالک کی ملکیت ہیں اور جو بچہ مالک کے پاس آیا ہوا ہے وہ بھی مالک کی ملکیت ہے، اس لیے اس بچہ میں قربانی کے شرائط پائے جانے کے بعد اس بچہ کی قربانی مالک کے لیے بلا شبہ جائز ہے اور پرورش کرنے والے کے لئے اس کی قربانی اس وقت تک درست نہیں جب تک کہ معاملہ فاسدہ کو درست نہ کر لے اور معاملہ فاسدہ کو درست کرنے کی شکل یہ ہے کہ ادھیا پر لینے والے کو مالک کی طرف سے پرورش کی اجرت دی جائے اور بچہ نہ دیا جائے اور بچہ کی قیمت لگا کر ادھیا پر لینے والے کے ہاتھ فروخت کر دے اور پھر مالک قیمت کو معاف کر دے، اگر معاملہ درست کرنے سے پہلے قربانی کر دی تو اس کی قربانی ادا نہیں ہوئی۔ (فتاوی قاسمیہ ج ۲۲/ ۴۰۰-۴۰۱، فتاوی رحیمیہ دارالاشاعت کراچی ۱۰/ ۴۷، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۱۶/ ۵۹۸، بہشتی زیور ۳/(۴۱

سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی

مسئلہ 25

جس جانور کے سینگ ٹوٹ گئے ہوں یا اوپر کا خول اتر گیا ہو اس کی قربانی درست ہے، البتہ سینگ جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں یا اکھڑ گئے ہوں اور چوٹ کا اثر دماغ تک پہونچ گیا ہو تو ایسے جانور کی قربانی درست نہیں ہے۔ (فتاوی رحیمیہ دارالاشاعت کراچی ۵۱/۱۰، فتاوی محمودیہ زکریا ج ۲۶/ ص ۲۸۷،۲۸۸-قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ۹۰، ص ۸۹-امدادالاحکام ج ٤/ ص ۲۰۸ تا ۲۱۳)

مسئلہ 26

جس جانور کے سینگ سرے سے نکلے ہی نہ ہو خواہ پیدائشی طور پر نہ ہوں یا کیمیکل وغیرہ کے ذریعہ نکلنے سے روک دئیے گئے ہوں تو ایسے جانور کی قربانی بلاشبہ درست ہے (فتاوی قاسمیہ ۲۲/ ٤٤٤)

بہشتی زیور میں مسئلہ ہے: جس جانور کے پیدائشی ہی سینگ نہیں یا سینگ تو تھے لیکن ٹوٹ گئے اس کی قربانی درست ہے، البتہ اگر جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں تو قربانی درست نہیں، (بہشتی زیور حصہ سوم ص ٤٧)

*_الحاصل تین چیزیں الگ الگ ہیں_*

۱) (*جماء* جس کے پیدائشی سینگ نہ ہو ۲) (*مکسورۃ القرن* جس کا سینگ ٹوٹ گیا ہو ۳) (*اعضب* جس کا سینگ جڑ سے اکھڑ گیا ہو اور اس کا اثر دماغ تک پہونچ گیا ہو، پہلی دونوں کی قربانی درست ہے اخیر کی درست نہیں۔ (فتاوی محمودیہ زکریا ۲۶/ ۲۸۸، امدادالاحکام ج ٤)

کان کٹے اور دُم کٹے جانور کی قربانی

مسئلہ 27

جس جانور کا کان تہائی یا تہائی سے کم کٹا ہوا اس کی قربانی درست ہے، اگر کسی جانور کا کان تہائی سے زیادہ کٹا ہو تو اس جانور کی قربانی درست نہیں، مفتی بہ قول یہی ہے، کما فی الہندیہ ۵/۲۹۸, فتاوی قاسمیہ ج ۲۲/۴۲۸)

مسئلہ 28

جس جانور کے پیدائشی دونوں کان نہ ہو یا ایک ہی کان ہو اس جانور کی قربانی درست نہیں ہے، (فتاوی رحیمیہ دارالاشاعت کراچی ۱۰/۵۴،۵۳-قربانی کے مسائل کا انسا ئیکلوپیڈیا ص ۱۳۲)

مسئلہ 29

کسی جانور کے پیدائشی کان تو ہیں مگر چھوٹے چھوٹے ہیں تو ایسے جانور کی قربانی درست ہے (قربانی کے مسائل کا انسا ئیکلوپیڈیا ص ۱۳۲، فتاوی رحیمیہ دارالاشاعت کراچی ۱۰/۵۳)

مسئلہ 30

جس جانور کا کان لمبائی میں یا چوڑائی میں چیرا ہوا ہو یا اس کے منہ کی طرف سے پھٹا ہوا ہو اس جانور کی قربانی درست ہے، (فتاوی رحیمیہ دارالاشاعت کراچی ۱۰/۵۴، قربانی کے مسائل کا انسا ئیکلوپیڈیا ص ۱۳۲، شامی ج ۵/۳۸٤)

مسئلہ 31

یہی حکم جانور کی دم (پونچھ) کا ہے اگر جانور کی دم تہائی سے زیادہ کٹی ہو تو اس کی قربانی درست نہیں اور تہائی یا اس سے کم کٹی ہو تو اس کی قربانی درست ہے، ہدایہ میں ہے "دم ایک کامل عضو ہے. جس کی بنا پر وہ کان کی طرح ہے" البتہ دنبہ کی دم کا اعتبار نہیں لھذا دنبہ کی پوری دم کٹی ہوئی ہو تو بھی اس کی قربانی جائز ہے، (احسن الفتاوی ج ۷/۵۱۷, ہدایہ کتاب الاضحیہ ٤/٤۳۱، (فتاوی رحیمیہ ج ۱۰/٤۹) ٤۸-

لنگڑے جانور کی قربانی

مسئلہ 32

اگر کسی جانور کا ایک پیر ٹوٹ گیا اور وہ جانور تین پیروں سے چلتا ہو تو دیکھا جائے گا کہ اس کا چوتھا پیر زمین پر رکھا جاتا ہے یا نہیں______ اگر چوتھا پیر زمین پر رکھا ہی نہیں جاتا اور نہ اس سے سہارا لیکر چلتا ہے تو ایسے جانور کی قربانی درست نہیں ہے،______ اور اگر چوتھے پیر کو زمین پر رکھتا ہوا چلتا ہے گو کہ وہ لنگڑاتا ہوا چلتا ہے اس کی قربانی درست ہے۔ (فتاوی قاسمیہ /٤٣٢٢٢، فتاوی رحیمیہ ١٠/٥٥، شامی کتاب الاضحیہ، زکریا ٩/٤٦٨)

مسئلہ 33

قربانی کے لئے گراتے وقت اگر جانور میں کوئی مانع قربانی عیب پیدا ہو جائے_ مثلا جانور کے کولے اتر جائے_ یا پیر ٹوٹ جائے یا سینگ ٹوٹ جائے تو اس سے قربانی پہ کوئی فرق نہیں پڑتا، ایسے جانور کی قربانی بلاشبہ جائز اور درست ہے۔ (فتاوی قاسمیہ ٤٣٦،٤٣٨-ج٢٢/ فتاوی محمودیہ زکریا ج٢٦/٢٩٢)

دو تھن والے جانور کی قربانی

مسئلہ 34

چار تھنوں والے بڑے جانور کے دو تھن ہوں اور دو تھن غائب ہو گئے ہو یا خشک ہو گئے ہوں دودھ نہ اترتا ہو، خواہ پیدائشی طور پر یا کسی آفت و بیماری کی وجہ سے تو ایسے جانور کی قربانی درست نہیں ہے۔ اور اگر تین تھن باقی ہوں اور ایک تھن خراب ہو یا خشک ہو گیا ہو تو اس جانور کی قربانی درست ہے، (فتاوی قاسمیہ ج۲۲/۴۴۸، فتاوی دار العلوم ۳۸۱، زکریا۶/ فتاوی محمودیہ زکریا ج۲۶/۳۰۱)

مسئلہ 35

بڑے جانور کے دو یا تین تھنوں سے دودھ نہ اترتا ہو اور یہ کسی بیماری کی وجہ سے نہ ہو بلکہ ویسے ہی بلا علت دودھ منقطع ہو گیا ہو تو ایسے جانور کی قربانی درست ہے۔ (شامی ۶/۳۲۵، ہندیہ ۵/۲۹۹، بحوالہ فتاوی دار العلوم زکریا۶/ ۳۸۳)

مسئلہ 36

دو تھن والے چھوٹے جانور جیسے بکری بھیڑ وغیرہ اگر اس کا ایک تھن یا ایک تھن کا ایک ثلث سے زیادہ خراب ہو/ یا خشک ہو گیا ہو تو ایسے جانور کی قربانی درست نہیں ہے۔ (فتاوی قاسمیہ ج۲۲/۴۵۰، احسن الفتاوی ج۷/۴۸۷)

قربانی کے لئے جانور کے دانت معتبر ہیں یا عمر

مسئلہ 37

بھینس وغیرہ بڑے جانور کی عمر دو سال مکمل ہونا لازم ہے، دو سال سے کم کے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے، اور چھوٹے جانور بکرا بکری، کی عمر ایک سال پوری ہونا لازم اور ضروری ہے، اور عمر پوری ہونے کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ جانور دونتا ہوا ہو، (بڑے جانور میں دو سال پورا ہونے کے بعد اور چھوٹے جانور میں ایک سال پورا ہونے کے بعد مادر زاد دانت ٹوٹ جاتے ہیں اور نئے دانت نکلتے ہیں اس کو دونتا کہا جاتا ہے)_ اس کی وجہ یہ ہے کہ عمر پوری ہونے سے پہلے جانور دونتا نہیں ہوتا، بلکہ عمر پوری ہونے کے بعد دونتا ہونے لگتا ہے تو اس سے یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ دونتا ہونے سے پہلے بھی عمر پوری ہو سکتی ہے، لہٰذا اگر مالکِ جانور باوثوق طریقہ سے کہتا ہے کہ عمر پوری ہو گئی اور دیکھنے سے بھی عمر پوری معلوم ہوتی ہے تو ایسی صورت میں جانور کی عمر پوری تسلیم کرلی جائے گی، اور بہتر بات یہ ہے کہ اگر جانور دونتا ہوا نہیں ہے تو اس سلسلے میں تجربہ کار آدمی کو دکھا دیا جائے اور وہ بتا دے کہ اس کی عمر پوری ہو گئی ہے اور دیکھنے میں بھی عمر پوری معلوم ہوتی ہے اور مالک بھی پوری عمر بتلاتا ہے تو پھر اس کا اعتبار کرلیا جائے گا اور اس کی قربانی بلا تردد جائز ہوگی۔ (کفایت المفتی ج٨/٢١٦-٢١٧، فتاوی قاسمیہ ج٢٢/٣٧٥، ٣٧٤-فتاوی دار العلوم زکریا ج٦/٣٥٩)٣٥٨-

تکبیر تشریق کا حکم *

مسئلہ 38

تکبیر تشریق یعنی ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ، ذی الحجہ کی/تاریخ ۹ (یوم عرفہ) کی فجر کی نماز سے لیکر/۱۳ ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک ہر فرض نماز کے بعد منفرد، امام، مقتدی، مرد، عورت، سب پر پڑھنا واجب ہے، (شامی زکریا/۳، ۶۲ ھندیہ ۱/) ۱۵۲

مسئلہ 39

یہ تکبیر مرد جہرا پڑھیں گے، اور عورتیں آہستہ آواز سے پڑھیں گی، (درمختار زکریا/۳) ۶۳

مسئلہ 40

مسبوق شخص اپنا سلام پھیرنے کے بعد تکبیر تشریق پڑھے گا، (ھندیہ/۱) ۱۵۲

مسئلہ 41

تکبیر تشریق پڑھنے سے پہلے بات چیت کرلی، یا جان بوجھ کر حدث کر دیا یعنی وضو توڑ دیا یا مسجد سے باہر نکل گیا تو تکبیر تشریق کا وجوب ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے، اب تکبیر تشریق واجب نہیں رہتی۔ (شامی زکریا/۳، ۶۳ کتاب المسائل/۲) ۳۳۶

مسئلہ 42

اگر سلام پھیرنے کے بعد ابھی تکبیر تشریق نہیں پڑھ پایا تھا کہ خود بخود وضو ٹوٹ گیا تو اصح قول یہ ہے کہ اسی حالت میں تکبیر تشریق کہہ لے، اس مقصد کے لئے نیا وضو کرنا اس پر لازم نہیں۔ (شامی زکریا۳/۶۳)

مسئلہ 43

تکبیر تشریق ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے ایک سے زائد مرتبہ سنت سمجھ کر پڑھنا مکروہ ہے ذکر سمجھ کر پڑھنا مکروہ نہیں ہے، (فتاوی دارالعلوم دیوبند/۵، ۲۰۴ کتاب النوازل/۱۴، ۵۹۲)۔ ۵۹۳

مسئلہ 44

اگر فرض نماز کے بعد سلام پھیرنے کے بعد تکبیر تشریق کہنا بھول گیا تو پھر بعد میں اس کی قضا نہیں ہے، توبہ کرنا لازم ہوگا تاکہ گناہ معاف ہو جائے، (قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ص: ۴۹)

اگر ایام تشریق کے دوران کوئی نماز فوت ہوگئی اور اسی سال ایام تشریق کے دوران ادا کی گئی تو اس صورت میں بھی فرض نماز کے بعد سلام پھیر کر تکبیر تشریق کہنا لازم ہوگا، _ من نسی صلاۃ من أیام التشریق فذکرہا فی أیام التشریق من تلک السنۃ قضاہا وکبر کذافی الخلاصہ_ * عالمگیری ج/1 ص: 2، بحوالہ 5 قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ص: ۴۸)

عیدین کی نماز کا طریقہ

مسئلہ 45

نمازِ عید الفطر کی نیت کے عربی الفاظ یہ ہیں

نَوَیتُ اَن اُصَلِّیَ رَکعَتَیِ الوَاجِبِ صَلٰوۃَ عِیدِ الفِطرِ مَعَ سِتِّ تَکبِیرَاتٍ وَّاجِبَۃٍ

اردو میں یوں کہے

"میں نے نیت کی کہ دو رکعت واجب نماز عید الفطر چھ واجب تکبیروں کے ساتھ پڑھوں" عید الاضحیٰ کی نیت میں صلوۃ عید الفطر کی بجائے صلوۃ عید الاضحیٰ کہے باقی الفاظ دوسری نیتوں کی طرح کہے واجب کا لفظ کہنا شرط نہیں لیکن بہتر ہے، امام اور مقتدی یہ نیت کر کے تکبیر تحریمہ کہہ کر بدستور ہاتھ باندھ لیں اور ثنا (سبحانک اللھم) پڑھیں پھر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے ہوئے اللہ اکبر کہیں اور ہاتھ لٹکتے ہوئے چھوڑ دیں اسی طرح تین مرتبہ کہیں لیکن تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ لٹکائیں بلکہ حسب دستور ناف پر باندھ لیں، امام ان تینوں تکبیروں میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار یا حسب ضرورت زیادہ وقفہ کرے پھر امام تعوذ و تسمیہ آہستہ پڑھ کر الحمد شریف اور کوئی سورۃ جہر سے پڑھے مستحب یہ ہے کہ سورت الاعلیٰ پڑھے اور مقتدی خاموش رہیں پھر رکوع و سجود کریں اور جب دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوجائیں تو امام پہلے الحمد و سورۃ کی قرآت جہر سے کرے بہتر یہ ہے کہ سورۃ الغاشیہ پڑھے اور مقتدی خاموش رہیں قرآت ختم کرنے کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے تین مرتبہ زائد تکبیریں پہلی رکعت کی طرح کہے، اب تیسری تکبیر پر بھی ہاتھ چھوڑ دیں پھر بغیر ہاتھ اٹھائے چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع میں جائیں اور دستور کے موافق نماز پوری کر لیں۔

عید الاضحیٰ کے دن اپنی قربانی سے پہلے کچھ کھانا پینا

مسئلہ 46

عید الاضحیٰ کے دن اپنی قربانی کرنے سے پہلے کچھ نہ کھانا مستحب ہے، چائے بھی نہ پیئے، کیونکہ چائے میں دودھ اور شکر کی وجہ سے غذائیت ہے، یہ حکم صرف مستحب ہے، اس کے خلاف کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ نیز یہ حکم صرف دسویں تاریخ کے ساتھ خاص ہے، اگر کوئی گیارھویں بارھویں کو قربانی کریں گے تو ان کے لئے نہ کھانا مستحب نہیں ہے۔ (احسن الفتاوی ۷/ ۵۲۱)۔ ۵۲۰

جانور ذبح کرنے کا طریقہ

مسئلہ 47

جب قربانی کا جانور قبلہ رخ لٹائے تو پہلے درج ذیل آیت پڑھنا بہتر ہے : "إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ".

اور ذبح کرنے سے پہلے درج ذیل دعا اگر یاد ہو تو پڑھ لے :

"اللّٰھم مِنکَ وَلَکَ" پھر بسم "اللہ اللہ" اکبر کہہ کر ذبح کرے ، اور ذبح کرنے کے بعد اگر درج ذیل دعا یاد ہو تو پڑھ لے :

"اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَخَلِیْلِکَ اِبْرَاہِیْمَ علیہما السلام".

اگر کسی اور کی طرف سے ذبح کر رہا ہو تو "مِنِّیْ" کی جگہ "مِنْ" کے بعد اس شخص کا نام لے لے۔

مسئلہ 48

جانور ذبح کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ جانور کو قبلہ رو لٹانے کے بعد بسم "اللہ، واللہ" اکبر کہتے ہوئے تیز دھار چھرے سے جانور کے حلق اور لبہ کے درمیان ذبح کیا جائے ، اور گردن کو پورا کاٹ کر الگ نہ کیا جائے ، نہ ہی حرام مغز تک کاٹا جائے ، بلکہ "حلقوم" اور "مری" یعنی سانس کی نالی اور اس کے اطراف کی خون کی رگیں جنہیں "اوداج" کہا جاتا ہے کاٹ دی جائیں ، اس طرح جانور کو شدید تکلیف بھی نہیں ہوتی اور سارا نجس خون بھی نکل جاتا ہے ، اس طریقہ کے علاوہ باقی تمام طریقوں میں نہ ہی پورا خون نکلتا ہے اور جانور کو بلا ضرورت شدید تکلیف بھی ہوتی ہے۔

جانور کو قبلہ رخ لٹاتے ہوئے جانور کی بائیں کروٹ پر لٹانا پسندیدہ ہے ، (یعنی ہمارے ملک میں جانور کی سر والی طرف جنوب میں اور دم والی جانب شمال میں ہو) ، تاکہ دائیں ہاتھ سے چھری چلانے میں سہولت رہے۔ (بنوری ٹاؤن کراچی)

مسئلہ 49
قربانی کے گوشت کا حکم

قربانی کے گوشت کے تین حصے کرنا افضل اور مستحب ہے، ایک حصہ اپنے لئے رکھے، ایک حصہ اپنے عزیز واقارب کو دے اور تیسرا حصہ غرباء ومساکین کو صدقہ کردے، اگر تمام گوشت صدقہ کردے، یا تمام گوشت خود رکھ لے تو اس کی اجازت ہے۔ (ہندیہ ۵/۳۰۰، فتاوی محمودیہ زکریا ۲۶/۳۸۵) ۳۸۴۔

مسئلہ 50

قربانی کا گوشت برابر تول کر تقسیم کرنا ضروری ہے کیونکہ برابر تقسیم نہ کیا گیا تو احتمال ربا کی وجہ سے اس تقسیم پر راضی شرکاء گنہگار ہوں گے، اس لیے اٹکل سے تقسیم کرنا جائز نہیں ہے، اگرچہ شرکاء ایک دوسرے کے لیے زیادتی کو حلال قرار دیں، البتہ اگر وہ ایک دوسرے کی اجازت سے اٹکل سے تقسیم کریں اور ہر ایک کے حصہ میں سری پائے وغیرہ بھی آجائیں تو یہ جائز ہے۔ (فتاوی قاسمیہ ج ۲۲/۵۰۴، فتاوی محمودیہ ۲۶/۳۳۲)

مسئلہ 51

قربانی کا گوشت اگر زیادہ ہو جائے اور لینے والا بھی کوئی نہ ہو تو اس کو پھینکنے کے بجائے سلیٹر ہاؤس وغیرہ کے ہاتھ فروخت کرکے اس سے حاصل شدہ رقم کو مصرف خیر میں خرچ کرنا جائز اور مباح ہی نہیں بلکہ بہتر ہے، کیونکہ فروختگی اور پیسہ میں قربانی کی کھال کا جو حکم ہے وہی گوشت کا بھی ہے۔ (فتاوی قاسمیہ ج ۲۲/۳۰۸)

مسئلہ 52

چرم قربانی کا مصرف

چرم قربانی کا حکم قربانی کے گوشت کی طرح ہے جیسے نفس گوشت ہر شخص کو کھانا اور ہر شخص کو دینا جائز ہے اسی طرح چرم قربانی بھی خود قربانی کرنے والے کا استعمال کرنا یا کسی کو بعینہ کھال دیدینا جائز ہے، قربانی کرنے والے بعینہ کھال اپنے اصول وفروع کو دے سکتے ہیں، لیکن چرم قربانی فروخت کردینے کے بعد اس کی رقم کا مستحق صرف اور صرف غرباء ومساکین ہیں، اب اس چرم قربانی کی حاصل شدہ رقم اپنے اصول وفروع کو دینا جائز نہیں، مساجد، قبرستان، عیدگاہ، میں چرم قربانی کا پیسہ استعمال کرنا جائز نہیں ہے، اسی طرح چرم قربانی کی رقم امام صاحب کو ان کی تنخواہ میں دینا جائز نہیں ہے، ہاں اگر امام صاحب مستحق ہوں اور ان کی تنخواہ مستقل ہو تو ان کے لئے مستحق ہونے کی وجہ سے لینا درست ہے، مدارس میں چرم قربانی کی رقم دینا جائز ہے لیکن غریب ونادار طلبہ پر خرچ کرنا واجب ہے، تعمیر وغیرہ میں لگانا جائز نہیں ہے۔ فتاوی قاسمیہ ج۲۲/۴۸۱,۴۸۲، شامی کراچی ۶/ ۳۲۸، شامی زکریا ۹/ ۴۷۵)، امداد الفتاوی زکریا ۳/ ۵۳۶، احسن الفتاوی ۷/ ۵۳۱، فتاوی رحیمیہ قدیم ۶/ ۱۶۷، مستفاد: فتاوی قاسمیہ ۲۲/ ۴۶۳۴۵۴)۔۴۶۲

مسئلہ 53
غریب ایام قربانی میں مالدار ہوگیا، یا مالدار غریب ہوگیا

اگر کسی غریب آدمی کو ذی الحجہ کی بارہویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے کہیں سے مال دستیاب ہوگیا اور وہ صاحب نصاب ہوگیا تو اس پر قربانی واجب ہوجائے گی، اسی طرح کوئی بچہ نابالغ تھا وہ ایام قربانی میں بالغ ہوگیا یا مسافر مقیم ہوگیا تو اس پر بھی قربانی واجب ہوجائے گی۔ (قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ص ۱۰٤، البحر الرائق ۸/ ۱۷٤، بدائع الصنائع زکریا٤/۱۹۸)

مسئلہ 54

کسی غریب آدمی نے جس پر قربانی واجب نہیں تھی محض اپنی خوشی سے قربانی کردی، پھر قربانی کے ایام میں ہی وہ مالدار ہوگیا تو اب اس پر دوسری قربانی کرنا واجب ہے، لیکن ایک غریب آدمی نے قربانی کا جانور خریدا ابھی قربانی نہیں کیا تھا کہ وہ صاحبِ نصاب ہو گیا تو اس پر الگ سے قربانی واجب نہیں ہوگی، بلکہ وہی جانور کافی ہوجائے گا۔ (بدائع ٤/ ۱۹۸)

(قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ۱۰٤، ہندیہ ص ۱۰۳-ج ۲۹۳/۵، البحر الرائق ۱۷٤/۸، بدائع الصنائع زکریاج ۱۹۸/٤)

مسئلہ 55

کسی پر قربانی واجب تھی مگر ابھی اس نے قربانی نہیں کی تھی کہ قربانی کا وقت ختم ہونے سے پہلے ہی وہ غریب ہوگیا تو اس سے قربانی ساقط ہوجائے گی۔ (قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ص ۹٦، الدر المختار مع الرد ۳۱۵/٦، البحر ۱۷٤/۸)

مسئلہ 56
زبان کٹے جانور کی قربانی

وہ جانور جس کی زبان کٹی ہے اگر چھوٹا ہے جیسے بکرا بکری وغیرہ اگر وہ چارہ کھانے پر قادر ہے تو ان کی قربانی درست ہے اور اگر کھانے پر قادر نہیں ہے تو ان کی قربانی درست نہیں ہے۔

مسئلہ 57

اگر بڑا جانور ہے جیسے بھینس اگر تہائی یا اس سے کم زبان کٹی ہے اور چرنے پر قادر ہے تو قربانی جائز ہے اور اگر تہائی سے زائد کٹی ہے تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔

سئل عمن قطع لسان الاضحیۃ، وھو اکثر من الثلث ھل یجوز التضحیۃ علی قول ابی حنیفۃ، ؟ قال : لا التاتارخانیہ ۷/۱۱ الشاۃ مقطوعۃ اللسان /۴۲۸ ھل یجوز التضحیۃ بھا فقال نعم ان کان لا یخل بالاعتلاف وان کان یخل بہ لا یجوز التضحیۃ ۷/۱۱ التاتارخانیۃ ۴۲۸/وا لصحیح ان الثلث ومادونہ قلیل ومازاد علیہ کثیر وعلیہ الفتوی شامی)